WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الجمعۃ

نام: اس سورۃ کی آیت نمبر ۹ میں "الجمعۃ" کا کلمہ ہے۔ اسی کو اس سورۃ کا نام تجویز فرمادیا گیا۔ اس میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور سات سو بیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حضرات ابن عباس، ابن زبیر، حسن، مجاہد، عکرمہ اور قتادہ بلکہ جمہور اُمّت کے نزدیک اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اس روز بارگاہِ نبوت میں حاضر تھا جس روز سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور سب کو علم ہے کہ حضرت ابوہریرہ صلح حدیبیہ کے بعد اور غزوۂ خیبر سے پہلے شرف بہ اسلام ہوئے اور غزوۂ خیبر ۷ھ میں ہوا ابن ہشام کے نزدیک محرّم کا مہینہ تھا اور ابن سعد کے نزدیک جمادی الاولیٰ کا۔

نیز اس کے مضامین بھی اس کے مدنی ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ اس میں یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے نیز جمعہ ادا کرنے کا تاکیدی حکم بھی ہے اور ان دونوں کا تعلق مدنی عہد سے ہے۔

مضامین: اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی صفاتِ حمیدہ کے بیان سے اس سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ رفیع کے ذکر کے بعد اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے محامد و کمالات بیان فرمائے ہیں۔ اُمّیین کا ذکر کرکے یہود کے اس زعمِ باطل کی تردید فرمادی جو یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ نبوت فقط اسرائیل کے خانوادہ کی جاگیر ہے۔ کوئی غیر اسرائیلی نبی نہیں بن سکتا۔ بتا دیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہ قادر و مختار ہے۔ جس کو چاہے اپنے فضل سے سرفراز فرمادے۔ نہ کوئی اس کو ایسا کرنے سے منع کرسکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اس عطا پر معترض ہونے کا اختیار ہے اس نے اپنی مہربانی سے اُمّیین میں ایسا جلیل القدر، رفیع الشان رسول مبعوث فرمایا جس کی خیرات و برکات کا یہاں ذکرِ خیر ہو رہا ہے۔ جو آیاتِ ربانی پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ وہ مینار ہے جس سے تا ابد رُشد و ہدایت کی شعاعیں نکلتی رہیں گی۔ اس کا فیضانِ نگاہ اس کے زمانے تک محدود نہیں بلکہ فیضان کا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جو خوش نصیب اس کی بارگاہ میں دامنِ طلب پھیلائے گا، بامراد واپس آئے گا۔

مشرکینِ عرب کے علاوہ یہودی بھی اسلام کی عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ ہر وقت اسی اُدھیڑ بن میں مصروف رہتے کہ اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کی چٹانیں کھڑی کردیں۔ بلکہ ان کا بس چلے تو باعثِ ایجادِ عالم محبوبِ ربّ العٰلمین

صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعِ حیات کو ہی گُل کر دیں۔ اُن کے بارے میں بتا دیا کہ اُن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ مُوسیٰ کلیم اللہ کی اُمّت ہیں۔ اُن کے پاس تورات جیسا آسمانی صحیفہ موجود ہے لیکن صد حیف اُنھیں اس سے استفادہ کی توفیق کبھی نصیب نہیں ہُوئی۔ وہ اس کی آیتیں بیچ کر متاعِ دُنیا جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی مثال اُس گدھے کی ہے جس پر قیمتی علمی کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو لیکن اُسے یہ خبر نہ ہو کہ اس میں علم و حکمت کے کتنے قیمتی موتی موجود ہیں۔

ایک اور غلط فہمی بھی ان کی بدنصیبی کا باعث تھی۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کا لاڈلا خیال کرتے تھے کسی غیر اسرائیلی کا اتباع ان کے نزدیک ان کی توہین اور ہتک کا باعث تھا۔ بتا دیا کہ تمہارا یہ گمان سراسر غلط ہے۔ دل کی گہرائیوں میں تم بھی اسے غلط سمجھتے ہو ورنہ تم موت سے نہ ڈرتے۔ تمہارے خیال کے مطابق تو چاہیے تھا کہ تم موت کے خواہاں ہوتے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے لاڈلوں کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کرتا۔ تمہاری بزدلی کا تو یہ عالم ہے کہ خیبر جیسے مستحکم قلعے اور جنگی ہتھیاروں کے انبار بھی تمہیں مردِ میدان بننے کی عزت نہ بخش سکے۔

دوسرے رکوع کے مدنی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد ہوا جب کہ مسلمانوں کو اجتماعی عبادتوں کی تربیت دینے کی ضرورت تھی۔ یہاں مسلمانوں کو نمازِ جمعہ کے آداب سکھائے جا رہے ہیں اور تاکید کی جا رہی ہے کہ جب اللہ کا حبیب خطبہ ارشاد فرما رہا ہو تو کسی دُنیوی مقصد کے حصول کی خاطر وہاں سے اُٹھ کر چلے نہ جایا کرو۔ البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسبِ معاش کے لیے اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور ہر حالت میں کثرت سے اپنے اللہ کریم کا ذکر کیا کرو۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الجمعہ مدنی ہے اور اس کی ۱۱ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، جو بادشاہ ہے، نہایت مقدس ہے،

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

زبردست ہے حکمت والا ہے[1] وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں ایک رسول انہیں میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَ

جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت۔

[1] اس سے پہلی سورت میں سَبَّحَ ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ یہاں یُسَبِّحُ مضارع کا صیغہ ذکر ہوا جو حال و مستقبل دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ اس کی تسبیح زمانی حدود کی پابند نہیں۔ ازل سے کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے اور ابد تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اپنی استعداد، اپنی مخصوص زندگی اور شعور کے مطابق اسی کی تسبیح بیان کرنے میں منہمک ہے۔

اس کے بعد چند اسمائے حسنیٰ ذکر کر دیئے گئے تاکہ اس ہمہ گیر تسبیح کی وجہ بتا دی جائے۔ وہ کائنات کا حقیقی بادشاہ اور فرمانروا ہے۔ جہانِ ہست و بود اور اس سے ماوراء اسی کی سلطانی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ وہ قدوس ہے۔ ہر نقص سے پاک، بالکل پاک۔ نہ وہاں عجز کا شائبہ ہے نہ وہاں ظلم و تعدی کا احتمال ہے۔ وہ عزیز ہے۔ اس کا فیصلہ اٹل ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اسے ٹال سکے یا مسترد کر سکے۔ وہ ان جملہ صفاتِ کمال سے متصف ہونے کے باوجود حکیم ہے۔ اس کے سارے کام عین حکمت، عین صواب ہیں۔

اس آیت کے بعد محبوبِ رب العالمین رحمت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کا ذکر آ رہا ہے۔ اس لیے اپنی صفاتِ جمال و جلال کو پہلے بیان کر دیا تاکہ کوئی کم فہم اس رسول کی شانِ رحمۃ للعالمینی کی وسعتوں کا انکار نہ کر سکے۔ کیونکہ اس کو بھیجنے والا وہ خداوند جل و علا ہے جس کی صفات کا یہ عالم ہے۔

إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا

اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ۲ اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے تزکیہ کرتا ہے تعلیم دیتا ہے، جو

۲۔ اسی خداوند عالم نے جو ان صفات جمیلہ وجلیلہ سے متصف ہے ان اُمیوں میں سے ایک گرامی منزلت رسول مبعوث فرمایا۔ رسولا منہم کی تشریح کرتے ہوئے علمائے تفسیر نے لکھا ہے۔ امی من جملتہم اُمیا مثلہم (مظہری۔ روح المعانی وغیرہ) یعنی حضورؐ انہی میں سے تھے اور ان کی طرح اُمی تھے۔

لفظ اُمی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ والامی الذی لا یکتب قال الزجاج الامی الذی علی خلقۃ الامۃ لم یتعلم الکتاب فھو علی جبلتہ وقیل للعرب الامیون لان الکتابۃ کانت فیھم عزیزۃ او عدیمۃ۔ یعنی اُمی وہ ہے جو لکھ نہ سکے۔ زجاج کہتے ہیں کہ امی اس کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت کی حالت پر رہے۔ جس نے لکھنا نہ سیکھا ہو۔ اہل عرب کو بھی امیین کہا جاتا کیونکہ ان میں لکھنا نادر بلکہ معدوم تھا۔

علامہ سید محمود آلوسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امی مبعوث کرنے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ کسی کے سینے کو علوم ومعارف سے لبریز کرتا ہے تو اسے تحصیل علم کے مروجہ طریقوں کی ضرورت نہیں رہتی اشارۃ الی عظیم قدرتہ عزوجل وان افاضۃ العلوم لا تتوقف علی الاسباب العادیۃ۔ اسی کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔ اُمی ولی بھی ہو سکتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی روح ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے تو اس کے دل پر انوار الٰہیہ کا القا کیا جاتا ہے اور انہی انوار سے وہ علوم ربانیہ اور معارف لدنیہ کا ادراک کر سکتا ہے۔ ومن انقطع الی اللہ عزوجل وخلصت روحہ افیض الی قلبہ انوار الٰھیۃ تھیأت بھا بادراک العلوم الربانیۃ والمعارف اللدنیۃ۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب لکھا ہے۔ لم یحتج الیہ من کان القلم الاعلی یخدمہ واللوح المحفوظ مصحفہ ومنظرہ۔ وعدم کتابۃ مع علمہ بھا معجزۃ باھرۃ علیہ السلام۔

یعنی قلم اعلیٰ جس کا خادم ہو اور لوح محفوظ جس کی نگاہوں میں ہو اس کو نوشت وخواند کی کیا ضرورت۔ اور جاننے کے باوجود نہ لکھنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روشن معجزہ ہے۔ کسی عارف نے لکھا ہے۔

فیض ام الکتاب پرورد شس	لقب اُمی ازاں خدا کردشس
لوح تعلیم نا گرفتہ بہ بر	ہمہ ز اسرار لوح دادہ خبر
بر خط اوست انس وجاں راسر	کرد خواند ست خط ازاں چہ خطر

ترجمہ: ام الکتاب (قرآن شریف) کے فیض نے کیونکہ آپ کی پرورش کی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب اُمی رکھا ہے۔ اگرچہ آپ نے علم سیکھنے کی تختی اپنی بغل میں نہیں پکڑی لیکن لوح محفوظ کے تمام رازوں سے خبر دی ہے۔ انس وجن نے حضورؐ کے خط پر اپنے سر رکھ دیے ہیں۔ اگر ظاہری خط نہ پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امی مبعوث کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ کوئی شخص حضور پر یہ الزام نہ لگا سکے کہ جو حکیمانہ کلمات اور پاکیزہ تعلیمات آپ سکھا رہے ہیں، وہ حکماء کی کتابوں کے طویل اور عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

جب اہل نظر یہ دیکھیں گے کہ اس ہستی نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ کبھی نہ کچھ لکھا اور نہ کچھ پڑھا پھر جو حکیمانہ کلام آپ سناتے ہیں یہ آپ کا کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔

حضور کی رسالت کے فرائض کو اس آیت میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کا پہلا فریضہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ طیبات کو اپنی پاکیزہ زبان سے تلاوت فرمائیں تاکہ وہ دلوں میں اُترتی چلی جائیں۔ صرف ان آیات کی تلاوت پر بس نہ کریں بلکہ اس کتاب کی انہیں تعلیم بھی دیں۔ اس کی حکمتوں اور اس کے اسرار و معارف سے آگاہ بھی کریں۔ صرف تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب و حکمت سے ہی فریضۂ رسالت ادا نہیں ہو جاتا، بلکہ اپنی نگاہِ رحمت سے دلوں کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک اور مطہر کر دیں۔

رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا اجمل الصلوٰۃ واطیب السلام کی شان کا پتہ اسی وقت چلتا ہے جب انسان اس معاشرہ پر نظر ڈالتا ہے جو حضور کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوا۔ وہ لوگ پہلے کن گمراہیوں میں بھٹک رہے تھے۔ لیکن حضور کے فیض نظر سے ریگزار عرب کے حقیر ذرّے آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ ؎

نَئے بود کہ ما از اثرِ حکمتِ او ۔۔۔ واقف از سرِّ نہاں خانۂ تقدیر شدیم

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یتلوا علیھم سے اس استفاضے کی طرف اشارہ کیا گیا جو زبانِ قال سے صحابہ کو نصیب ہوا اور یزکیھم سے اس قلبی فیضان کی طرف اشارہ فرما دیا جو نبوت کی نگاہِ فیض اثر اور توجہ باطنی سے انہیں میسر آتا تھا۔ اولیائے کرام اپنے مریدین پر اسی سنتِ نبوی کے مطابق انوار کا القا کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل اور ان کے نفوس پاک اور طاہر بن جاتے ہیں۔

علامہ مذکور فیضانِ نگاہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ومع ھذا لا ینکر برکۃ کل من الامرین التوجہ والرابطۃ وقد شاھدت ذٰلک من فضل اللہ عزوجل۔ مرشدِ کامل کی توجہ اور تعلقِ خاطر کی برکت کا میں انکار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ (روح المعانی)

بعض یہود نے اس آیت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اُمیین یعنی اہلِ عرب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ لیکن یہ استدلال سراسر باطل ہے۔ اگر قرآن کریم میں الی الامیین ہوتا تو ان کے قول میں کچھ وزن ہوتا یہاں تو فی الامیین کے الفاظ ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ حضور کی بعثت امیین میں ہوئی۔ لیکن آپ کی بعثت ان امیین تک محدود نہ تھی جس طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تصریح کر دی گئی ہے۔ کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں المذکور فی الاٰیۃ قومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجنس الذین بعث فیھم ولما المبعوث الیھم لم یتعرض لہ فیھا نفیا او اثباتا وقد تعرض لاثباتہ فی آیات اُخر۔ (روح المعانی)

نیز اس آیت کے متصل جو آیت ہے اس نے اس ضعیف احتمال کی بھی بیخ کنی کر دی ہے۔

يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ابھی ان سے آکر نہیں ملے ۳ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے ۴ یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے

مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا

جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ۵ ان کی مثال جنہیں تورات کا

التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ

حامل بنایا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے بھاری کتابیں اٹھا رکھی ہوں ۶ (اس سے بھی زیادہ بُری

۳ پہلے ذرا اس کے اعراب ملاحظہ فرما لیجیے۔ اگر اس کا معطوف علیہ امیین بنایا جائے تو اس صورت میں یہ فی کا مجرور ہوگا اور اگر اس کا معطوف علیہ یعلمہم میں ضمیر مفعول ہو تو اس صورت میں منصوب ہوگا۔ یعنی یعلمھم ویعلم الاٰخرین الکتاب والحکمۃ یعنی حضور ان انہیں کو بھی کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کے دلوں کو پاک کرتے ہیں نیز جو لوگ قیامت تک حضور کے دین حنیف کو قبول کریں گے وہ بھی فیضِ نبوت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ عوام بالواسطہ اور خواص بالواسطہ بھی اور براہ راست اور بلاواسطہ بھی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ اشارۃ الی عدم انقطاع فیضہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن امتہ الی یوم القیامۃ وقد قالوا بعدم انقطاع فیض الولی ایضا بعد انتقالہ من دار الکثافۃ والفناء الی دار التجرد والبقاء۔ یعنی اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض اپنی امت سے تا قیامت منقطع نہیں ہوگا اور صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ ولی کا فیض بھی دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف انتقال کرنے کے بعد بھی منقطع نہیں ہوتا۔

۴ آخر میں پھر بتا دیا کہ جس رب کریم نے ذاتِ مصطفوی کو قیامت تک آنے والوں کے لیے منبع فیض اور مصدر رشد و ہدایت بنایا ہے جس نے اپنے محبوب کی ردائے رحمت کو اتنا وسیع کیا ہے کہ عالمین اس کے زیر سایہ ہیں۔ وہ العزیز اور الحکیم ہے۔ ہے کوئی جو اس العزیز کے سامنے دم مار سکے؟ ہے کوئی جو اس الحکیم کے فیصلہ میں عیب نکال سکے۔

۵ اس مقام پر اس آیت کا نازل ہونا اپنے اندر معانی و اسرار کا ایک جہان سمیٹے ہوئے ہے۔ سچ تو یہ ہے صاحبِ فضلِ عظیم پروردگار کے جود و کرم اور فضل و عطا کی بیکرانیوں کا اندازہ کچھ وہی خوش نصیب لگا سکتے ہیں جنہیں مقام محمدی کا عرفان بخشا گیا ہے۔ اللھم صل علی حبیبک ومحبوبک حامل لواء الحمد صاحب المقام المحمود وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین اللھم ارزقنا حبہٗ و اتباعہ واحشرنا فی زمرتہ یا ارحم الراحمین یا ذا الجلال والاکرام۔

۶ اس آیت میں ان یہودیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہیں تورات جیسی عظیم کتاب کا حامل بنایا گیا تھا۔ وہ ان کثیر التعداد پیشگوئیوں سے آگاہ تھے جن میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا ذکر تھا اور حضور پر ایمان لانے کی بار بار تاکید کی گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ حضور پر ایمان لانے کے لیے آمادہ نہ تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ وہ کسی ایسے نبی کو ماننے کے لیے تیار نہیں جو اسرائیلی نہ ہو خواہ وہ خدا کا فرستادہ ہو۔

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کی

الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

رہنمائی نہیں کرتا ۵ آپ فرمائیے اے یہودیو! اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶

ہو اور لوگ (دوست) نہیں ہیں تو ذرا مرنے کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور (اے حبیب!) وہ اس کی تمنا کبھی نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو وہ اپنے ہاتھوں پہلے بھیج چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

جانتا ہے ظالموں کو ۷ آپ (انہیں) فرمائیے یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی

فرمایا یہ لوگ گدھے کی مانند ہیں جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں لیکن وہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر رہا ہو۔ حملوا التوراة ای کلفوا العمل بما فیہا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تورات پر عمل کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ قال الجرجانی وھو من الحمالة ای الکفالة۔ جرجانی کہتے ہیں حملوا حمالة سے ماخوذ ہے جس کا معنی کفالہ یعنی ذمہ داری ہے۔ یعنی ان پر عمل کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی۔ لم یحملوھا ای لم یعملوا بھا۔ یعنی انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا تھا۔ الاسفار: اس کا واحد سِفْرٌ ہے۔ وھو الکتاب الکبیر یعنی ضخیم کتاب کو سِفر کہتے ہیں۔

۵ یعنی جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی وہ گدھوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ گدھے علم اور سمجھ سے بے بہرہ ہیں اور یہ لوگ علم و فہم رکھتے ہوئے بھی آیات ربانی کو جھٹلاتے ہیں۔ وھو انھم کذبوا علی اللہ تعالیٰ کان فی غایة الشر والفساد۔ (رازی)

۶ یہود بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ ہم خدا کے بیٹے اور لاڈلے ہیں۔ نیز کہتے لن یدخل الجنة الا من کان ھودا یعنی جنت میں صرف وہی داخل ہو سکے گا جو یہودی ہے۔ اس زعم باطل کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ والذی نفس محمد بیدہ لو تمنوا الموت ما بقی علی ظھرھا یھودی الا مات۔ اس ذات کی قسم

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پھر لوٹا دیا جائے گا تمہیں اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر چھپے اور ظاہر کو۔ پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان (اعمال) سے جو تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ ع ۱

کیا کرتے تھے ۹ اے ایمان والو! جب (تمہیں) بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ

کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف ۱۰ اور (فوراً) چھوڑ دو خرید و فروخت ۱۱ یہ تمہارے لیے بہتر ہے

جس کی قدرت میں میری جان ہے اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔

اس آیت میں حضور کا معجزہ بھی ہے۔ خبر دے دی کہ وہ موت کی تمنا کبھی نہ کریں گے اور واقعی وہ مرنے کی تمنا کبھی نہ کر سکے۔

۹ ان کا مرنا موت کی تمنا پر موقوف نہیں، وہ ہزار اس سے بھاگیں، وہ لاکھ اس سے بچنے کی کوشش کریں انہیں ضرور لامحالہ ایک روز موت کا پیالہ پینا ہی پڑے گا۔

۱۰ اس رکوع میں نماز جمعہ کے احکام اور آداب کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہاں مخاطب صرف فرزندان اسلام ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والو! جب تم نماز جمعہ کی اذان سنو تو جلدی سے اللہ کے ذکر کی طرف پہنچنے کی کوشش کرو اور اسی وقت خرید و فروخت بند کر دو۔ نُوْدِیَ سے مراد جمعہ کی اذان ہے اور احناف کے نزدیک یہ پہلی اذان ہے جو خطبہ سے کچھ دیر پہلے دی جاتی ہے۔ اسعوا کا معنی دوڑنا یا بھاگنا نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ کر نماز میں شرکت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ثوب بالصلوٰة فلا تأتوها وانتم تسعون ولکن ائتوها وعلیکم السکینة والوقار وما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا یعنی سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا نماز کی اقامت سنو تو بھاگ کر نہ آؤ بلکہ بڑے سکون اور وقار کے ساتھ نماز کی طرف آؤ۔ جو رکعتیں مل جائیں وہ امام کے ساتھ پڑھو اور جو فوت ہو جائیں انہیں سلام کے بعد پورا کرو۔

اس لیے علماء نے سعی کا معنی یہ کیا ہے اخلاص النیة والعمل یعنی ارادہ کر لو اور وہاں جانے کی تیاری شروع کر دو۔

۱۱ صرف خرید و فروخت کو ختم کرنے یا بند کرنے کا حکم نہیں بلکہ تمام وہ مشاغل جو جمعہ کی حاضری میں رکاوٹ بن سکیں تمام کو ترک کرنا ضروری ہے اور خرید و فروخت کا خصوصی ذکر اس لیے ہوا کہ جمعہ کے روز لوگ باہر سے آتے اور بیچنے کے لیے اپنا سامان بھی لاتے اور شہر سے اپنی ضروریات خرید کر بھی لے جاتے۔ ملحقہ بستیوں کے لوگوں کے آنے کی وجہ سے جمعہ کے دن بڑی چہل پہل ہو جاتی اور خرید و فروخت کا بازار خوب گرم ہو جاتا اس لیے خصوصیت سے وذروا البیع کا حکم فرمایا گیا۔

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۹ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي

اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو ؀۱۲ پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ

؀۱۲ یعنی خرید و فروخت اور جملہ مشاغل کو پس پشت ڈال کر مکمل تیاری سے نماز جمعہ میں حاضری تمہارے لیے تمام چیزوں سے زیادہ سود مند اور نفع بخش ہے۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ، اس کی ابتدا اور جمعہ کے بارے میں چند ضروری مسائل بالاختصار ذکر کر دیے جاتے ہیں :

زمانہ جاہلیت میں اس دن کو عروبہ کہا جاتا تھا۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ حضور کے جد امجد کعب ابن لوی اس روز قریش کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا کرتے تھے اور انہیں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کی خوشخبری سناتے اور انہیں تاکید کرتے کہ حضور پر ایمان لائیں اور حضور کی نصرت میں غفلت سے کام نہ لیں۔ ان کا ایک شعر بڑا مشہور ہے۔ ؎

یا لیتنی شاھد نجوی دعوتہ   اذا قریش تبغی الحق خذلانا

کاش میں حضور کی دعوت کے وقت حاضر ہوتا جب قریش حق کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہوتے۔ حضرت کعب نے ہی اس دن کا نام الجمعہ رکھا لیکن اس نام کو شہرت نہ ہوئی۔ اہل عرب اسے یوم العروبہ ہی کہتے رہے۔ کعب ابن لوی اور حضور کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری سے پہلے حضرت مصعب ابن عمیر کو تبلیغ کیلئے یثرب روانہ کیا تھا۔ ان کی مساعی جمیلہ سے یثرب کے کافی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہفتہ میں یہودی ایک دن یوم سبت مل کر عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ اتوار کو اجتماع کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہفتہ میں کوئی دن مقرر کریں۔ اس دن سب چھوٹے بڑے اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔ انہوں نے اپنے اس اجتماع کے لیے عروبہ کا دن منتخب کیا۔ چنانچہ اس روز یثرب کے سارے مسلمان اکٹھے ہوئے اور حضرت اسعد ابن زرارہ نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو ادا کیا گیا۔ حضرت کعب ابن مالک جب جمعہ کی اذان سنتے تو دعا مانگتے کہ اے اللہ سب پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ چنانچہ ان مسلمانوں کی ایمانی بصیرت نے دو چیزوں کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ ایک یہ کہ انہیں ہفتہ میں ایک روز عبادت، ذکر اور شکر کے لیے مخصوص کرنا چاہیے۔ دوسری یہ کہ وہ دن ہفتہ اور اتوار نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کے علاوہ کوئی اور دن مقرر کرنا چاہیے تاکہ ہماری ملی انفرادیت برقرار اور نمایاں ہو۔ یہ فیصلہ انہوں نے از روئے اجتہاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اجتہاد پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور اس وقت سے اس دن کا نام عروبہ سے یوم الجمعہ ہو گیا اور اسی نام کو پھر قبولیت عام اور شہرت دوام حاصل ہو گئی۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو چند روز یثرب کی نواحی بستی قبا میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ سوموار، منگل، بدھ، جمعرات قبا میں ہی ٹھہرے اور جمعہ کے روز یہاں سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ اسے مدینہ طیبہ بننے کا شرف عطا فرمائیں۔ بنی سالم بن عوف کی وادی میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں توقف فرمایا، خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ادا کیا۔

چند مسائل

جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت جمعہ کی فرضیت کی محکم دلیل ہے۔ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ کی اذان سنو تو سب کاروبار فوراً چھوڑ دو اور تیزی سے اس کو ادا کرنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔

سعی کا حکم اور خرید و فروخت چھوڑ دینے کا امر اس کی فرضیت پر واضح دلالت کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بکثرت احادیث موجود ہیں جن سے اس کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے۔ عن ابی عمر و ابی هريرة قالا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول على اعواد المنبر لينتهين اقوام على ودعهم الجمعات او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين۔ (رواه مسلم)

حضرت ابی عمر اور حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیٹھے ہوئے یہ فرماتے سنا جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں وہ اس سے ضرور باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا اور وہ غافل ہو جائیں گے۔

عن ابی الجعد الضمری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترك ثلاث جمع تهاونا بها طبع الله على قلبه۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز جمعہ کو معمولی اور حقیر سمجھتے ہوئے تین جمعے ترک کیے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادے گا۔

عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان يومن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعة الا مريض او مسافر او امرأة او صبی او مملوك فمن استغنى بلهو او تجارة استغنى الله عنه۔ والله غنی حمید۔ (الدارقطنی)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، نابالغ اور غلام کے۔ جو شخص کسی لہو و لعب یا تجارت کے باعث اس سے بے پرواہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہی کرے گا اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں۔

علامہ پانی پتی یہ احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں فاجمع العلماء انه فرض على الاعيان وغلط من قال انما فرض كفاية (مظہری) ان تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر شخص پر جمعہ فرض ہے اور جس نے اس کو فرض کفایہ کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے یہ اگر ادا کریں گے تو ہو جائے گا۔ نابینا شخص جس کو پکڑ کر مسجد تک لے جانے والا کوئی نہ ہو اس کا شمار بھی بیماروں میں ہے۔ اس پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: اس پر سب کا اتفاق ہے کہ صحرا میں جمعہ جائز نہیں اور جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے۔ اس کے بعد اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جمعہ کس مقام پر فرض ہے اور جمعہ کی جماعت میں کتنے لوگوں کی شرکت ضروری ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایسا قریہ جہاں چالیس آزاد عاقل بالغ مرد مستقل طور پر اقامت گزیں ہوں وہاں جمعہ کی اقامت واجب ہے

اور ان کے نزدیک جماعت میں ایسے ہی چالیس آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ وہ قریہ جس میں مکانات متصل ہوں وہاں مسجد بھی ہو اور بازار بھی وہاں جمعہ واجب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر جامع کے بغیر جمعہ صحیح نہیں اور مصر جامع کی یہ تعریف کی گئی ہے المصر هو كل بلد فيها سكك واسواق ولها رساتيق ووالٍ ينصف المظلوم من الظالم وعالم يرجع اليه في الحوادث وقيل ما لا يسع اكبر مساجده اهله مصر۔ یعنی مصر اس شہر کو کہتے ہیں جس میں گلی کوچے ہوں، بازار ہوں، اس کے ساتھ چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوں۔ وہاں ایک والی ہو جو ظالم سے مظلوم کی دادرسی کرے یا وہاں ایسا عالم ہو جو ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔ بعض نے مصر کی یہ تعریف کی ہے کہ وہاں کی ساری آبادی وہاں کی مسجد میں نہ سما سکے۔

<u>مسئلہ</u>: مصر کے کسی حصہ میں جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے اور وہ کھلا میدان جو اس شہر سے ملحق ہو وہاں بھی جمعہ جائز ہے۔ امام صاحب اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں صرف مسجد نبوی میں جمعہ ادا ہوتا تھا۔ ارد گرد جو آبادیاں تھیں وہاں کے لوگ مدینہ آکر پڑھتے تھے۔ اگر دیہات میں جمعہ جائز ہوتا تو اہل قبا وہیں جمعہ ادا کرتے۔ مسجد نبوی کے علاوہ سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا اس کے متعلق امام بخاری لکھتے ہیں۔ بجواثى قرية بالبحرين کہ پہلا جمعہ جواثی میں پڑھا گیا جو بحرین میں ایک قریہ ہے۔ اس سے ہر گاؤں میں جمعہ کے جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قریہ کا استعمال مصر پر بھی ہوتا رہتا ہے۔ لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم۔ یہاں مکہ اور طائف کو قریہ کہا گیا ہے، حالانکہ طائف کے مصر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ نیز جواثی کوئی ایسا دیہات نہ تھا جس پر مصر کی تعریف نہ صادق آتی ہو۔ علامہ جوہری نے الصحاح میں لکھا ہے ان جواثی حصن بالبحرين کہ بحرین میں ایک قلعہ ہے جس کا نام جواثی ہے۔ اور جہاں قلعہ ہوتا ہے وہاں حاکم بھی ہوتا ہے اور عالم بھی۔ وفي المبسوط انها مدينة بالبحرين۔

امام یوسف، امام محمد، اوزاعی کے نزدیک امام سمیت تین آدمیوں کا جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔ امام صاحب کے نزدیک امام سمیت چار آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

<u>مسئلہ</u>: امام صاحب کے نزدیک والی کا ہونا یا اس کا اذن جمعہ کی صحت کے لیے شرط ہے اور امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک شرط نہیں۔

<u>مسئلہ</u>: امام صاحب کے نزدیک جمعہ کی ادائیگی کے لیے اذن شرط ہے۔

<u>مسئلہ</u>: اگر کوئی شخص کسی گاؤں میں مقیم ہے کیا اس پر واجب ہے کہ وہ شہر میں جاکر جمعہ ادا کرے؟ امام صاحب اور امام محمد صاحب کے نزدیک اس پر شہر میں آکر جمعہ ادا کرنا واجب نہیں۔ البتہ امام یوسف، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر اس گاؤں تک شہر کے مؤذن کی آواز پہنچتی ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

<u>مسئلہ</u>: امام شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کے مذہب کے مطابق ایک شہر میں متعدد مقامات پر نماز جمعہ ادا کی جاسکتی ہے۔ ابن ہمام کہتے ہیں وبه نأخذ ہمارا اسی پر عمل ہے، لیکن یہ خیال رہے کہ بلا ضرورت ہر جگہ جمعہ کی نماز ادا کرنا اس حکمت کے منافی ہے جس کے لیے جمعہ جاری کیا گیا تھا۔ قال سرخسی الصحيح من مذهب ابي حنيفة جواز اقامتها في مصر

والحدق مسجدین او اکثر وقال ابن همام وبه نأخذ۔

مسئلہ: علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ اگر لوگوں پر جمعہ کی شرائط کا پایا جانا مشتبہ ہو جائے تو انہیں چاہیے کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں اور اس کی نیت یوں کریں۔ آخری فرض ظہر جس کا وقت میں نے پایا ہے اور اس کو ادا نہیں کیا اس کو ادا کر رہا ہوں۔ اگر وہاں جمعہ کی شرائط فی الواقع پائی جاتی ہوں گی تو یہ نفل ہو جائے گی اور اگر کوئی شرط مفقود ہو گی تو یہ ظہر کے قائم مقام ہو جائے گی۔ قال ابن همام اذا اشتبه على الناس وجود شرائط الجمعة ينبغي ان يصلي اربعا بعد الجمعة ينوي بها اٰخر فرض ظهر ادركت وقته ولم اؤد بعد۔

مسئلہ: انعقاد جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے۔ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہو سکتا۔ خطبہ میں پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ حمد باری تعالیٰ درود و سلام، تقویٰ کی وصیت، قرأت قرآن اور اہل ایمان کے لیے دعا۔

خطبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا ذکر سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں۔ لیکن اس میں ظالم بادشاہوں یا امراء کا ذکر، ان کے القاب، ان کی ثنا اور ان کی مدح کا اللہ کے ذکر کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اما ذكر الظلمة والقابهم والثناء عليهم والمدح لهم فهو بعيد من ذكر الله بمراحل معاذ الله۔

مسئلہ: اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کوئی آدمی شریک ہو جائے گا تو وہ اللہ کر دو رکعت ہی پڑھے گا۔ امام صاحب کے نزدیک اس کی نماز جمعہ ادا ہو جائے گی۔ بعض ائمہ فقہ کے نزدیک اگر نماز جمعہ کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالے گا تو اس کی نماز جمعہ ہو گی ورنہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ظہر کی چار رکعتیں ادا کرے گا۔

چند چیزیں نماز جمعہ کے لیے مسنون ہیں۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جمعہ کے روز غسل کرے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جاء احدكم الى الجمعة فليغتسل۔ (متفق علیہ) جب کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو غسل کرے، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا مسنون ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل يوم الجمعة واستاك ومس من طيب ان كان عنده ولبس من احسن لباسه ثم خرج حتى يأتي المسجد فلم يتخط رقاب الناس ثم ركع ما شاء الله ان يركع ثم انصت اذا خرج الامام كانت كفارة ما بينها وبين الجمعة التي قبلها۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، مسواک کرے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے اور اچھا لباس پہنے، پھر گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے، پھر لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا آگے نہ جائے اور پھر اللہ کی توفیق سے نفل پڑھتا ہے اور جب امام خطبہ دینے کے لیے آئے تو خاموشی سے بیٹھ جائے تو اس کا یہ عمل کفارہ بن جائے گا ان کوتاہیوں اور غفلتوں کا جو گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک اس سے سرزد ہوئی ہیں۔

جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث مذکور ہیں۔ ان میں سے چند آپ بھی سماعت فرمائیے۔ عن اوس بن اوس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الساعة فاكثروا علي من الصلوٰة فان صلوٰتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله فكيف تعرض صلوٰتنا عليك وقد

الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے ۱۳ اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو ۱۴

ارمت قال ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

اوس بن اوس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن وفات پائی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ خاک میں مل چکے ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

اس ارشاد سے حضور نے صحابہ کی اس غلطی کی اصلاح کر دی۔ ایک دوسری حدیث سماعت فرمائیے۔ عن ابی درداء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود یشہدہ الملٰئکۃ۔ وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلوٰتہ حتی یفرغ منہا۔ قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے سے پہلے وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی (اپنے مزار میں) زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوتا ہے قبر کے فتنے سے اللہ پاک اسے محفوظ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ مزید مسائل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔

۱۳ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار سے منع کر دیا گیا تھا اب اس کی اجازت دی گئی ہے اور کئی سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس حکم کی تعمیل میں بازار کا چکر لگایا کرتے تھے تاکہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو صرف نماز تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ آپ کوئی کام کر رہے ہوں اس وقت بھی آپ کو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا

تاکہ تم فلاح پاؤ ۱۵ اور بعض لوگوں نے جب دیکھا کسی تجارت یا تماشا کو تو بکھر گئے اس کی طرف

وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ (اے حبیب!) انہیں فرمائیے کہ جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ کہیں بہتر ہیں لہو اور

اَلتِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

تجارت سے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والا ہے ۱۶

ع ۲ / ۱۲

۱۵ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کے ذکر کی کثرت سے ہی فلاح دارین نصیب ہو سکتی ہے۔

۱۶ اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا جو ہجرت کے فوراً بعد پیش آیا تھا اور اس کے ذکر سے مسلمانوں کی تربیت فرما دی کہ آئندہ ان سے ایسی حرکت ہرگز سرزد نہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ اشیائے خوردنی نایاب اور گراں ہو گئیں۔ لوگ اس سلسلے میں بہت پریشان ہو گئے۔ اچانک جمعہ کے روز جبکہ حضور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، دحیہ کلبی ابن خلیفہ سامان تجارت لے کر شام سے مدینہ طیبہ پہنچا۔ ابھی یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع اہل شہر کو دینے کے لیے ڈھول بجانے شروع کر دیے۔ جب حاضرین مسجد نے ڈھولوں کی آواز سنی اور دحیہ کی واپسی کا علم ہوا تو اس اندیشہ سے کہ اگر وہ نماز میں مشغول رہے تو سامان خورد و نوش دوسرے لوگ خرید لیں گے اس لیے وہ فوراً وہاں پہنچے اور حضور کی خدمت میں صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی مرتضیٰ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی یہ حرکت سخت ناپسند ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان کو اس حرکت کی قباحت کی طرف متوجہ کیا گیا اور انہیں آئندہ اس سے باز رہنے کا تاکیدی حکم دیا گیا۔ انہیں یہ بتایا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس نعمتوں کے جو خزانے ہیں وہ اس لہو و لعب اور اس تجارت سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ رزق کے خزانے اس کے دست قدرت میں ہیں۔ تمہیں اپنا رزق اس سے طلب کرنا چاہیے۔

آخر میں ایک اعتراض اور اس کے جواب کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

شیعہ کی طرف سے صحابہ کرام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لہو و تجارت کے لیے نماز جمعہ ترک کر دی اور اس حال میں مسجد سے نکل کھڑے ہوئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں دین و آخرت سے دنیا اور سامان رزق کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی۔ اسی لیے تو وہ حضور کو مسجد میں کھڑے چھوڑ کر چلے گئے۔

اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اکابر صحابہ جن میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ تھے وہ سب حاضر رہے — چنانچہ باقی رہنے والوں میں ان کے اسماء صراحت سے درج ہیں۔ نیز یہ واقعہ ہجرت کے بعد بالکل قریبی دور کا ہے جبکہ لوگوں کو صحبت نبوی سے

فیض یاب ہونے کا موقع بہت کم ملتا تھا۔ اور یہ کمال تو حضور کی چشم کرم کا تھا کہ ان کے دلوں میں بجز اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور کسی قسم کی حسرت باقی نہ رہی تھی۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے تربیت کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے وقت درکار تھا۔ اس اثنا میں ان سے لغزش کے صدور کا قوی امکان تھا۔ جب کبھی ان سے ایسی لغزش ہوئی فوراً اس پر انہیں متنبہ کر دیا گیا اور ان کی اصلاح کر دی گئی۔

اس پیہم تربیت اور فیض صحبت نے وہ اثر دکھایا کہ انہوں نے جانبازی اور سرفروشی کے میدان میں ایسے عدیم المثال کارہائے نمایاں انجام دیے کہ آسمان کے ستارے، عالم بالا کے ملائک اور بہشت بریں کی بہاریں جھوم اٹھیں۔ سروش غیب نے انہیں لقد رضی اللہ عن المؤمنین کا مژدہ جانفزا سنایا۔ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا کی ایمان افروز نوید فردوس گوش بنی۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کے طالب العلمی کے زمانہ کی کوتاہیاں بیان کر کے اس کی علمی بزرگی اور اخلاقی فضیلت پر زبان طعن دراز کی جائے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ صحابہ کرام اس اسلامی تربیت سے پہلے ہی ہمہ صفت موصوف تھے۔ یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ آغوش رسالت کی برکتوں کے بغیر ہی ان میں للہیت و ایثار خلوص اور تقویٰ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ یہ سب کمالات قرآن کریم، حامل کتاب مبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر کا نتیجہ ہیں۔

اللّٰھُمَّ لک الحمد ولک الشکر انک حمید مجید۔
رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح
لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔
اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین سیدی
ومولائی وحبیبی محمد وآلہٖ واصحابہٖ ومن تبعہ الیٰ یوم الدین یاارحم الراحمین۔